تحریر:- حافظ عبداللہ السلفی۔۔۔ فیصل آباد

اسلام عالمگیر دین ہے

مسلمان جب تک ایک مرکز سے وابستہ رہے ان میں اتحاد و یگانگت رہی۔

اسلام عالمگیر دین ہے۔ جو انسان کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ اسلامی تعلیمات کا طرہ امتیاز ہی یہی ہے کہ وہ اخوت و محبت اور بھائی چارے کی فضاء پیدا کرتے ہوئے رنگ و نسل' زبان کے امتیازات کو ختم کر کے کلمہ توحید پر سب کو جمع کرتی ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اجتماعیت قوموں کو عروج بخشتی ہے۔ جیسا کہ بدر کے مقام پر مٹھی بھر صحابہ کرامؓ کی جماعت نے دشمنوں کے لشکر جرار کو نیست و نابود کر دیا مگر افتراق و انتشار قوموں کی ذلت و زوال کے اسباب ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ احد کے مقام پر حاصل شدہ فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔

مسلمان جب تک ایک جماعت کی صورت میں ایک مرکز سے وابستہ رہے ان میں یگانگت اور یکجہتی پائی گئی۔ تب تک وہ رعب و دبدبہ' عظمت و وقار سے رہے اور انکا سکہ پوری دنیا میں چلتا رہا۔ حتی کہ اس دور کی سپر پاور قیصرو کسریٰ کی گردنیں انکے پاؤں تلے جھک گئیں۔

پھر رب کے قرآن نے فرمایا! اے مسلمانو!

"واذكروا نعمت الله عليكم اذكنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا.

اتفاق و اتحاد اور اجتماعیت کی بدولت ان کے ہاتھوں میں حکمرانی آئی اور اسلام و مسلمان عروج پذیر ہوئے۔ لہٰذا اسلامی حکومتوں کا دورِ عروج دو حصوں میں منقسم ہے۔

دور اول رسول اللہ ﷺ سے 1257ء مطابق 656ھ یعنی زوال بغداد تک۔

دوسرا دور 1257ء سے 1700ء تک یعنی جب یورپ میں ترکی فوجوں کو شکست ہوئی۔

اول دور مسلمانوں کا زریں دور تھا۔ ان میں اتفاق و اتحاد وحدت و یگانگت اور جماعتی زندگی تھی۔ عربی زبان ساری دنیا کی زبان تھی۔ تمام مسلمان مربوط تھے۔ پیار و محبت سے ساری قربانیاں ہمہ تن پیش کرنے کے لئے تیار تھے۔ جس کی بدولت اس میں علمی و اخلاقی ترقی بام عروج پر پہنچ گئی تھی۔

> جنرل حمید گل نے کہا کہ یہ نہایت قابل اطمینان بات ہے کہ اس ملک کی دینی جماعتیں بطور خاص اس کی نظریاتی اساس کو مستحکم کرنے' کشمیر کو آزاد کرانے اور پاکستان کو غیر ملکی تسلط سے چھٹکارہ دلانے پر متفق ہو چکی ہیں۔

امام بخاریؒ' امام احمد بن حنبلؒ' امام مسلمؒ' امام ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ' بیہقی' امام غزالی' بو علی سینا' رازی' ابن زبیر' البیرونی' امام ابو حنیفہ' امام شافعی' مسعودی' ابن رشد' ابن خلدون' ابن تیمیہ' ابن قیم جیسے یگانہ علم و فن پیدا ہوئے۔ یہ علم و فن کی بہت بڑی جماعت تیار ہوئی کیونکہ اس دور کے لوگوں نے جان رکھا تھا کہ

" لا يومن احد كم حتى يحب لاخيه مايحب لنفسه."

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم " انما المومنون اخوہ" کے تحت سب کو بھائی جانیں اور پھر آپس میں پیار محبت وحدت یگانگت اور بھائی چارے کی فضاء پیدا کریں۔

دور ثانی میں سیاسی طور پر مسلمان

برتر تھے۔ ان کے حدود حکمرانی میں مسلسل اضافہ ہورہا تھا۔ اسی دور میں برصغیر ہندوپاک کا علاقہ انکے ہاتھوں میں آیا۔ روس و چین اور انڈونیشیا کا زرخیز علاقہ بھی اسی دور میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اس دور میں ناخواندہ علماء نے تقلید کو جنم دے کر پوری ملت اسلامیہ کے اتحاد کی دھجیاں اڑا دیں۔ ساری امت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ پھر دنیا میں شافعی، حنفی، مالکی، اور دوسرے گروہوں نے جنم لیا۔

معلوم ہوا کہ جب سے تقلید کے اندھیرے رونما ہوئے تب سے اتفاق واتحاد کا نام ونشان مٹ گیا اور ''ولا تکون کالذین تفرقوا واختلفوا'' کو ''معاذ الله'' انہوں نے پاؤں کی ٹھوکر بنا دیا۔ سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے لیکن علماء تقلید پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ انہی کے لئے ''من شذ شبذا فی النار'' کی وعید ہے۔

تو پھر مسلمان زوال پذیر ہوگئے اور اٹھایا اور ان پر مسلط ہوگئے۔ پھر ''الکفر ملة واحده'' کی تصویر سامنے آئی۔

جس کے نتیجے میں ہم مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پھر ہمیں احساس ہوا کہ کاش ہم ''المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا'' کے مصداق ہوتے اور اس خطے کو اپنے ہاتھوں سے نہ کھوتے اور دشمنان اسلام کے لئے بنیان مرصوص بن جاتے۔

وطن عزیز کو قائم ہوئے 53 برس ہو چکے۔ لیکن ستم ظریفی تو یہ ہے کہ قیام پاکستان کے مقاصد پورے نہ ہو سکے۔

پاکستان نے طویل عرصے تک نسلی، مسلکی اور سیاسی فرقہ واریت کا سامنا کیا ہے اور اس کے نتیجے میں شدید نقصانات اٹھائے ہیں۔ گذشتہ ربع صدی سے ہمارے اوپر فرقہ واریت مسلط ہے۔ اسے آپ ''بھٹو ازم'' یا اینٹی بھٹو ازم'' کا نام دے سکتے ہیں۔ بھٹو ازم کا فلسفہ روس میں ناکامی سے دوچار ہوگیا۔ لیکن اس کے حامیوں اور مخالفوں میں تصادم کا سلسلہ جاری دیہات، بستیاں حتیٰ کہ گھر بھی تقسیم ہوگئے۔

ربع صدی کی گروہی کشمکش کا ایک خراب نتیجہ یہ بھی برآمد ہوا کہ پاکستان نے جو کامیابیاں بھی حاصل کیں ان کو بھی ناکامی سے تعبیر کیا گیا۔ مثلاً بھٹو صاحب نے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے سلسلے میں جو مثبت کردار ادا کیا اور جنرل ضیاء الحق صاحب نے افغانستان میں جو کامیابی حاصل کی۔ وہ بھی باہمی مناقشوں میں غتر بود ہو کر رہ گئی۔ قوم محض شرمندگی سمیٹتی رہی۔

بہر حال قوم کے ساتھ دھوکا کیا گیا۔ خواہ وہ پیپلز پارٹی ہو یا مسلم لیگ۔ قیام پاکستان کے وقت یہ جماعت سے زیادہ ایک تحریک تھی۔ لیکن اقتدار پر فائز ہوتے ہی مفاد پرست طبقے کے ہاتھ چڑھ گئی اور اپنی مرکزیت اور نظریاتی بنیاد سے محروم ہوگئی۔

نئی صورتحال نے واضح کر دیا کہ قوم میں گروہی سیاست کے لحاظ سے تقسیم مصنوعی اور غیر حقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کیلئے ہلاکت خیز ہے۔ آئندہ اس کے باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ مگر اتحاد ----اگر اس کا سبب بیطیر

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ اجتماعیت قوموں کو عروج بخشتی ہے جیسا کہ بدر کے مقام پر مٹھی بھر صحابہ کرام کی جماعت نے دشمنوں کے لشکر جرار کو نیست و نابود کر دیا مگر افتراق و انتشار قوموں کی ذلت و زوال کے اسباب ہوا کرتے ہیں۔

وہ عظمت و وقار رعب و اقبال جاتا رہا۔ ان کی حیثیت غثاء کغثاء السیل کی طرح ہوگئی۔ ان میں مذہبی تعصب نمایاں ہوا جس کے نتیجے میں ترقیاں رک گئیں۔ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کی اس کمزوری سے بھرپور فائدہ رہا۔ دو برسرپیکار جماعتیں جو دراصل ایک ہی جماعت (مسلم لیگ) کی شاخیں تھیں۔ اس فلسفے کی حمایت اور مخالفت کے نام پر قوم کو تقسیم کرتی رہیں۔ اس سے نہ صرف ملک تقسیم ہوگیا۔ بلکہ ہمارے سارے قومی ادارے، شہر بھٹو اور نواز شریف چپقلش تھی تو دونوں شخصیات اپنے اچھے یا برے انجام کو پہنچ چکی ہیں۔ اور دوسری طرف جنرل حمید گل نے لکھا کہ:

'' یہ نہایت قابل اطمینان بات ہے

۔ اس ملک کی دینی جماعتیں بطور خاص اس کی نظریاتی اساس کو مستحکم کرنے، کشمیر کو آزاد کرانے اور پاکستان کو غیر ملکی تسلط سے چھٹکارہ دلانے پر متفق ہو چکی ہیں۔"

> **عصر حاضر میں بے پناہ ترقی یافتہ ممالک مثلاً چین، جاپان، کوریا اور سنگاپور وغیرہ کے نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں جہاں وحدت فکر و عمل نے ملک کو بے مثال ترقی اور عروج سے ہمکنار کیا۔**

آج بھی مختلف سیاسی فلسفے فنا کے گھاٹ اتر چکے اور شخصیات اپنی خود غرضی کے ہاتھوں اوندھی پڑی ہیں۔

قرن اول کے مسلمان ہمارے سامنے آئیڈیل بن سکتے ہیں کہ جہاں حکومتی جماعت اور حزب اختلاف ایک ہی پلیٹ فارم پر رہ کر کام کرتی تھیں۔

مولانا داؤد غزنویؒ اور مولانا اسماعیل سلفیؒ کے دور میں پاکستان کے بیشتر شہروں میں تین روز کانفرنسیں ہوا کرتی تھیں۔ جن کے روح رواں مولانا غزنویؒ اور مولانا سلفیؒ ہوا کرتے تھے۔ اندرون ملک ہی نہیں بیرون ملک سے بھی لوگ جوق در جوق شریک ہوتے۔ اگرچہ انکا تعلق کسی بھی گروہ سے ہوتا۔ باہمی محبت اور یکجہتی کی فضاء قائم تھی۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ قیام پاکستان کے دور میں سرزمین پاکستان میں صرف چار پانچ دینی جماعتیں تھیں۔ جب ان جماعتوں نے جنم لیا۔ جنکا مقصد اعلیٰ صرف اور صرف اٹاثاو دیا ہے۔ مگر اتفاق و اتحاد ایک ایسی چیز ہے۔ کہ ---- مثال

عصر حاضر میں بے پناہ ترقی یافتہ ممالک مثلاً چین، جاپان، کوریا اور سنگاپور وغیرہ کے نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جہاں وحدت فکر و عمل نے ملک کو بے مثال ترقی اور عروج سے ہمکنار کیا۔

آج دنیا میں یہودیت، عیسائیت کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے ہزاروں نہیں کروڑوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم "کونوا عباداللہ اخوانا" کو اپنے عمل میں لائیں تاکہ "یداللہ علی الجماعہ" والی جماعت بن جائیں ہم پر رب کی رحمتوں کا نزول ہو۔ پھر ہم یہ کہہ سکیں کہ قدرت نے اسلام میں اتنی لچک رکھی ہے۔ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبایا جائے گا۔ " اطیعو اللہ ورسولہ ولاتنا زعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم " کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اتفاق و اتحاد کی برکت سے کشمیر، بوسنیا، چیچنیا اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو جو موت کے پیروں تلے روندے جا رہے ہیں۔ کفار کے طاغوتی کے پنجوں سے چھڑائیں اور خداوند کریم کے فرمان: "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" کی فضاء پیدا کر کے دشمنان اسلام کو مغلوب کریں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ قیام پاکستان کے بنیادی فلسفے کے احیاء اور Revival کے لئے کام کرنا چاہئے۔

مساوات اور عدل اجتماعی کی خاطر پوری قوم کو متحد ہونے کی دعوت دی جائے اور تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کیا جائے۔ جس طرح تحریک پاکستان کے آغاز پر مسلمانان ہند کو اکٹھا کیا گیا تھا اور آئندہ بھٹکنے یا منتشر ہونے کے خطرے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن و سنت کو رہنما بنایا جائے پھر گرجتی ہوئی آواز میں قرآن و سنت کے فرامین کا نفاذ کیا جائے۔

(واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا)

بقیہ:- خوشبو

رہا ہے اور اس کا تریاق صرف تم رکھتے ہو نہ کہ وہ جو بقول خود اور رب جلیل کے نزدیک جانوروں سے بدتر ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ جو ہم اپنی خوشبو کی قدر و قیمت سے آگاہ ہوں اور پھر اس کو پھیلانے کی ذمہ داری محسوس کریں اور پھر --- جب تم یہ جان لو، عہد کر لو، پیمان باندھ لو تو یہ بھی جان لیجئے گا کہ:

" ابھی ایسی کوئی زنجیر ایجاد نہیں ہوئی جو خوشبو کو گرفتار کر سکے۔ تبھی کامراں ہوگے۔ یہ خوشبو کائنات کے ہر گوشے میں پھیل کر رہے گی، انشاء اللہ۔